بحث بدعت کے معنی اور اس کے اقسام و احکام

اس میں دو باب ہیں۔ پہلا باب بدعت کے معنی اور اس کے اقسام واحکام میں، دوسرا باب اس پر اعتراضات و جوابات میں۔

پہلا باب
بدعت کے معنی اور اس کے اقسام و احکام میں

بدعت کے لغوی معنی ہیں نئی چیز قرآن کریم فرماتا ہے:

قل ما کنت بدعا من الرسل o (احقاف:۹)

ترجمہ: ''فرمادو کہ میں نیا رسول نہیں ہوں۔''

نیز فرماتا ہے:

بدیع السمٰوٰت والارض o (بقرہ:۱۱۷)

ترجمہ: آسمانوں اور زمینوں کا ایجاد کرنے والا ہے۔

نیز فرماتا ہے: ورھبانیۃ ابتدعوھاما کتبنٰھا علیھم o (حدید:۲۷)

ان آیات میں بدعت لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی ایجاد کرنا، نیا بنانا وغیرہ۔ مرقاۃ شرح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے:

قال النووی البدعۃ کل شیء عمل علی غیر مثال سبق o

ترجمہ: بدعت وہ کام ہے جو بغیر گزری مثال کے کیا جاوے۔

اب بدعت تین معنی میں استعمال ہوتا ہے: (۱)۔ نیا کام جو حضور انور کے بعد ایجاد ہوا۔ (۲)۔ خلاف سنت کام جو دافع سنت ہو۔ (۳)۔ برے عقائد جو بعد میں پیدا ہوئے۔ پہلے معنی سے بدعت دو قسم کی ہے' حسنہ اور سیئہ دوسرے دو معنی سے ہر بدعت سیئہ ہی ہے۔ جن بزرگوں نے فرمایا کہ ہر بدعت سیئہ ہوتی ہے وہاں دوسرے معنی مراد ہیں وہ جو حدیث میں ہے کہ ہر بدعت گمراہی وہاں تیسرے معنی مراد ہیں لہٰذا احادیث و اقوال علماء آپس میں متعارض نہیں۔ بدعت کے شرعی معنی ہیں: وہ اعتقاد یا اعمال جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ حیات ظاہری میں نہ ہوں،

بعد میں ایجاد ہوئے۔نتیجہ یہ نکلا کہ بدعت شرعی دوطرح کی ہوئی۔بدعت اعتقادی اور بدعت عملی۔بدعت اعتقادی ان برے عقائد کو کہتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اسلام میں ایجاد ہوئے۔عیسائی، یہودی، مجوسی اور مشرکین کے عقائد بدعت اعتقادی نہیں کیونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پاک میں موجود تھے۔نیز ان عقائد کو عیسائی وغیرہ بھی اسلامی عقائد نہیں کہتے اور جبریہ ،قدریہ، مرجیہ، چکڑالوی، غیر مقلد ،دیو بندی عقائد بدعت اعتقادیہ ہیں۔کیونکہ یہ سب بعد کو بنے۔اور یہ لوگ ان کو اسلامی عقائد سمجھتے ہیں۔مثلاً دیوبندی کہتے ہیں کہ خدا جھوٹ پر قادر ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب سے جاہل یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال نماز میں بیل گدھے کے خیال سے بدتر ہے۔یہ ناپاک عقیدے بارہویں صدی کی پیداوار ہیں۔جیسا کہ ہم شامی سے اس کا ثبوت مقدمہ کتاب میں دے چکے ہیں۔بدعت حسنہ کے ثبوت ملاحظہ ہوں:

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ رافۃ ورحمۃ ورھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبنٰھا علیھم الا ابتغآء رضوان اللہ٥(حدید:٢٧)

ترجمہ: ”اوراس کے پیروکے دل میں نرمی اوررحمت رکھی اوررراہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی“۔

پھر فرماتا ہے:

فاٰتینا الذین اٰمنوا منھم اجرھم٥(حدید:٢٧)

ترجمہ: ”تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عسائیوں نے بدعت حسنہ یعنی تارک الدنیا ہوجانا ایجاد کیا،رب نے اس کی تعریف کی بلکہ اس پر اجر بھی دیا ہاں جو اسے نبھا نہ سکے ان پر عتاب آیا۔فما رعوھا حق رعا یتھا٥ (حدید:٢٧) دیکھو ایجاد بدعت پر اعتاب نہیں ہوا بلکہ نہ نبھانے پر،معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ اچھی چیز ہے اور باعث ثواب ہے،مگر اس پر پابندی نہ کرنا برا:خیر الامور ادومھا٥(حدیث) لہٰذا چاہیئے کہ مسلمان محفل میلاد شریف وغیرہ پر پابندی کریں۔مشکوٰۃ باب الاعتصام کی پہلی حدیث ہے کہ:

من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو رد٥

ترجمہ: جو شخص ہمارے اس دین میں وہ عقیدے ایجاد کرے جو دین کے خلاف ہوں وہ مردود ہے۔

ہم نے ''**ما**'' کے معنی عقیدے اس لئے کئے کہ دین عقائد ہی کا نام ہے، اعمال فروع ہیں۔ بے نمازی گناہگار ہے بے دین یا کافر نہیں۔ بد اعتقاد یا تو گمراہ ہے یا کافر۔ اس کے ماتحت مرقات میں ہے:

والمعنٰی ان من احدث فی الاسلام رایا فھو مردود علیہ قیل فی وصف ھذا الامر اشارۃ الی ان امر الاسلام کملo (حدید:۲۷)

ترجمہ: معنی یہ ہیں کہ جو اسلام میں ایسا عقیدہ نکالے کہ دین سے نہیں ہے وہ اس پر رد ہے کہا گیا ہے کہ **ھذاالامر** کے وصف میں اس طرف اشارہ ہے کہ اسلام کا معاملہ مکمل ہو چکا۔

ثابت ہوا کہ بدعت عقیدے کو فرمایا گیا۔ اسی مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے تو فرمایا:

بلغنی انہ قد احدث فا کان احدث فلا تقرئہ منی السلامo

ترجمہ: مجھے خبر ملی ہے کہ وہ بدعتی ہو گیا ہے اگر ایسا ہو تو اس کو میرا سلام نہ کہنا۔

بدعتی کیسے ہوا؟ فرماتے ہیں:

یقول یکون فی امتی او فی ھٰذہ الامۃ خسف و مسخ او قدف فی اھل القدرo

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ میری امت میں زمین میں دھنسنا، صورت بدلنا یا پتھر برسنا ہوگا قدریہ لوگوں میں۔

معلوم ہوا کہ وہ قدریہ یعنی تقدیر کا منکر ہو گیا تھا۔ اس کو بدعتی فرمایا۔ درمختار کتاب الصلوٰۃ باب الامامت میں ہے:

ومبتد ع ای صاحب بدعۃ وھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسولo

ترجمہ: بدعتی امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے بدعت اس عقیدے کے خلاف اعتقاد رکھنا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معروف ہیں۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ بدعت نئے اور برے عقائد اور بدعتی پر جو سخت وعیدیں احادیث میں آئی ہیں ان سے مراد بدعت اعتقادیہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔ یعنی بدعت اعتقادیہ والے کی۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب البدعات صفحہ ۹۰ میں ہے: ''جس بدعت میں ایسی

شدید وعید ہے وہ بدعت فی العقائد ہے۔جیسا کہ روافض خوارج کی بدعت ہے''۔ بدعت عملی وہ ہر کام ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پاک کے بعد ایجاد ہوا خواہ وہ دنیاوی ہو یا دینی خواہ صحابہ کرام کے زمانہ میں ہو یا اس کے بھی بعد۔

مرقات باب الاعتصام میں ہے:

وفی الشرع احداث مالم یکن فی عھد رسول اللہ علیہ السلام٥

ترجمہ: بدعت شریعت میں اس کام کا ایجاد کرنا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نہ ہو۔

اشعۃ اللمعات یہ ہی باب:

بدانکہ ھر چہ پیدا شدا بعد از پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام بدعت است۔

ترجمہ: جو کام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پیدا ہوا ہو وہ بدعت ہے۔

ان دونوں عبارتوں میں نہ تو دینی کام کی قید ہے نہ زمانہ صحابہ کا لحاظ، جو کام بھی ہو دینی ہو یا دنیاوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جب بھی ہو خواہ زمانہ صحابہ میں یا اس کے بعد، وہ بدعت ہے ہاں عرف عام میں ایجادات صحابہ کرام کو سنت صحابہ کہتے ہیں بدعت نہیں بولتے، یہ عرف ہے ورنہ خود فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی باقاعدہ جماعت مقرر فرما کر فرمایا: **نعمت البدعۃ ھذہ** یہ تو بہت ہی اچھی بدعت ہے۔

بدعت عملی دو قسم کی ہے: بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ بدعت حسنہ وہ نیا کام جو کہ کسی سنت کے خلاف نہ ہو جیسے محفل میلاد اور دینی مدارس اور نئے نئے عمدہ کھانے اور پریس میں قرآن و دینی کتب کا چھپوانا اور بدعت سیئہ وہ جو کہ کسی سنت کے خلاف ہو یا سنت کے مٹانے والی ہو۔جیسے کہ غیر عربی میں خطبہ جمع وعیدین پڑھنا یا کہ لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھنا یا پڑھانا کہ اس میں سنت خطبہ یعنی عربی میں نہ ہونا اور تبلیغ تکبیر کی سنت اٹھ جاتی ہے۔یعنی بذریعہ مکبرین کے آواز پہچانا۔ بدعت حسنہ جائز بلکہ بعض وقت مستحب اور واجب بھی ہے اور بدعت سیئہ مکروہ تنزیہی یا مکروہ تحریمی یا حرام ہے۔اس تقسیم کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔

بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی دلیل سنو۔اشعۃ اللمعات جلد اول باب الاعتصام زیر حدیث: **وکل بدعۃ ضلالۃ٥** ہے

وآنہ موافق اصول و قواعد سنت اوست و قیاس کردہ شدہ است آں را بدعت

حسنہ گویندو آنہ مخالف آں باشد باعث ضلالت گویند۔

ترجمہ: جو بدعت کے اصول اور قوانین اور سنت کے موافق ہے اور اس سے قیاس کی ہوئی ہے۔اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو اس کے خلاف ہے اس کو بدعت گمراہی کہتے ہیں۔

مشکوٰۃ باب العلم میں ہے:

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها من بعدهٖ من غير ان ينقص من اجورهم شیء و من سن فی الاسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعدهٖ من غير ان ينقص من اوزارهم شیءo

ترجمہ: جوکوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی'' معلوم ہوا کہ اسلام میں کار خیر ایجاد کرنا ثواب کا باعث ہے اور برے کام نکالنا گناہ کا موجب۔

شامی کے مقدمہ میں فضائل امام ابوحنیفہ بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

قال العلمآ هٰذهٖ احاديث من قواعد الاسلام وهو ان كل من ابتد ع شيئا من الشر كان عليه مثل وزرمن اقتدٰى بهٖ فی ذٰلك و كل من ابتد ع شيئا من الخير كان له مثل اجر كل من يعمل بهٖ الى يوم القيمةo

ترجمہ: علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اسلام کے قانون ہیں کہ جو شخص کوئی بری بدعت ایجاد کرے اس پر اس کام میں سارے پیروی کرنیوالوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے اس کو قیامت تک کے سارے پیروی کرنے والوں کا ثواب ہے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ اچھی بدعت ثواب ہے اور بری بدعت گناہ۔ بری بدعت وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو اس کی بھی دلیل ملاحظہ ہو۔

مشکوٰۃ باب الاعتصام میں ہے:

من احدث فی امرنا هٰذا ماليس منه فهو ردo

ترجمہ: جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی رائے نکالے جو کہ دین سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

دین سے نہیں ہے کہ معنی یہ ہیں کہ دین کے خلاف ہے۔

چنانچہ اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کی شرح میں ہے:

ومراد چیزے است کہ مخالف و مغیر آں باشد۔

ترجمہ: اس سے مراد وہ چیز ہے جو کہ دین کے خلاف یا دین کو بدلنے والی ہو۔

اسی مشکوٰۃ باب الاعتصام تیسری فصل میں ہے:

ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسك بسنة خير من احداث بدعة٥

ترجمہ: کوئی قوم بدعت نہیں ایجاد کرتی مگر اتنی سنت اٹھ جاتی ہے۔ لہٰذا سنت کو لینا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔

اس کی شرح میں اشعۃ اللمعات میں ہے:

وچوں احداث بدعت رافع سنت است بهمیں قیاس اقمت سنت قاطع بدعت خواهد بود ۔

ترجمہ: اور جب بدعت نکالنا سنت کو مٹانے والا ہے تو سنت کو قائم کرنا بدعت کو مٹانے والا ہوگا۔

اس حدیث اور اس کی شرح سے معلوم ہوا کہ بدعت سیئہ یعنی بری بدعت وہ ہے کہ جس سے سنت مٹ جاوے۔ اس کی مثالیں ہم پہلے دے چکے ہیں۔ بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی پہچان خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اسی جگہ دھوکا ہوتا ہے۔

بدعت کی قسمیں اور ان کے اقسام

یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ بدعت دو طرح کی ہے: بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ، اب یاد رکھنا چاہیئے کہ بدعت حسنہ تین طرح کی ہے: بدعت جائز، بدعت مستحب، بدعت واجب، اور بدعت سیئہ دو طرح کی ہے۔ بدعت مکروہ اور بدعت حرام۔ اس تقسیم کی دلیل ملاحظہ ہو۔

مرقات باب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں ہے:

البدعة اما واجبة كتعلم النحو و تدوين اصول الفقه واما مهرمة كمذهب الجبرية واما

مندوبة كاحداث الربط و المدارس و كل احسان لم يعهد فى الصدر الاول و كالتراويح اى بالجماعة العامة و اما مكروهة كزخرفة المسٰجد و اما مباحة كالمصافحة عقيب الصبح و التوسع فى لذائذ الماكل و المشارب o

ترجمہ: بدعت یا تو واجب ہے جیسے علم نحو کا سیکھنا اور اصول فقہ کا جمع کرنا اور یا حرام ہے جیسے جبریہ مذہب اور یا مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کا ایجاد کرنا اور ہر وہ اچھی بات جو پہلے زمانے میں نہ تھی اور جیسے عام جماعت سے تراویح پڑھنا اور یا مکروہ ہے جیسے مسجدوں کو فخریہ زینت دینا اور یا جائز ہے جیسے فجر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور عمدہ عمدہ کھانوں اور شربتوں میں وسعت کرنا۔

شامی جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب الامت میں ہے:

اى صاحب بدعة اى محرمة والا فقد تكون واجبة كنصب الادلة و تعلم النحو و مندوبة كاحداث نحو رباط و مدرسه و كل احسان لم يكن فى الصدر الاول و مكروهة كزخرفة المسٰجد ومباحة كالتوسع بلذيذ الماكل و المشارب و الثياب كما فى شرح الجامع الصغير o

ترجمہ: یعنی حرام بدعت والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے ورنہ بدعت تو کبھی واجب ہوتی ہے جیسے کہ دلائل قائم کرنا اور علم نحو سیکھنا اور کبھی مستحب جیسے مسافر خانے اور مدرسے اور ہر وہ اچھی چیز جو کہ پہلے زمانہ میں نہ تھی ان کا ایجاد کرنا اور کبھی مکروہ جیسے کہ مسجدوں کو فخریہ زینت اور کبھی مباح جیسے عمدہ کھانے شربتوں اور کپڑوں میں وسعت کرنا اسی طرح جامع صغیر کی شرح میں ہے۔

ان عبارات سے بدعت کی پانچ قسمیں بخوبی واضح ہوئیں۔لہٰذا معلوم ہوا کہ ہر بدعت حرام نہیں بلکہ بدعتیں کبھی ضروری بھی ہوتی ہیں جیسے کہ علم فقہ واصول فقہ یا قرآن کریم کا جمع کرنا یا قرآن کریم میں اعراب لگانا یا آج کل قرآن کریم کا چھاپنا اور دینی مدرسوں میں تعلیم کے درس وغیرہ بنانا۔

بدعت کی قسموں کی پہچانیں اور علامتیں

بدعت حسنہ اور سئیہ کی پہچان تو بتا دی گئی کہ جو بدعت اسلام کے خلاف ہو یا کسی سنت کو مٹانے والی ہو، وہ بدعت

سئیہ اور جو ایسی نہ ہو، وہ بدعت حسنہ ہے۔ اب ان پانچ قسموں کی علامتیں معلوم کرو:

بدعت جائز: ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو۔ اور بغیر کسی نیت خیر کے کیا جاوے۔ جیسے چند کھانے کھانا وغیرہ اس کا حوالہ مرقاۃ اور شامی سے گزر گیا۔ ان کاموں پر نہ ثواب نہ عذاب۔

بدعت مستحبہ: وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کارِ ثواب جانتے ہوں یا کوئی شخص اس کو نیت خیر سے کرے جیسے کہ محفل میلاد شریف اور فاتحہ بزرگان کہ عام مسلمان اس کو کار ثواب جانتے ہیں۔ اس کو کرنے والا ثواب پاوے گا اور نہ کرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

مرقات باب اعتصام میں ہے:

وروی عن ابن مسعود ماراہ المومنون حسنا فھو عنداللّٰہ حسن و فی حدیث مرفوع لا تجتمع امتی علی الضلالۃo

ترجمہ: حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور حدیث مرفوع میں ہے کہ میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی۔

مشکوٰۃ کے شروع میں ہے:

انما الاعمال بالنیات و انما لامری مانویٰo

ترجمہ: اعمال کا مدار نیت پر ہے اور انسان کے لئے وہی ہے جو نیت کرے۔

درمختار جلد اول بحث مستحبات وضو میں ہے:

و مستحبہ وھو مافعلہ النبی علیہ السلام مرۃ و ترکہ اخریٰ وما احبہ السلفo

ترجمہ: مستحب وہ کام ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑا ہو اور وہ کام جسے گزشتہ مسلمان اچھا جانتے ہوں۔

شامی جلد پنجم بحث قربانی میں ہے:

فان النیات تجعل العادات عباداتo

ترجمہ: کیونکہ نیت خیر عادات کو عبادت بنا دیتی ہے۔

اسی طرح مرقاۃ بحث نیت میں بھی ہے:

ان احادیث وفقہی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جو جائز کام نیت ثواب سے کیا جاوے یا مسلمان اس کوثواب کا کام جانیں۔وہ عنداللہ بھی کارثواب ہے۔مسلمان اللہ کے گواہ ہیں جس کے اچھا ہونے کی گواہی دیں وہ اچھا ہے اور جس کو برا کہیں وہ برا۔گواہی کی نفیس بحث ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھواور اس کتاب میں بھی عرس بزرگان کی بحث میں کچھ اس کا ذکر آوے گا۔انشاءاللہ

بدعت واجبہ: وہ نیا کام جو شرعاً منع نہ ہواور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو جیسے کہ قرآن کے اعراب اور دینی مدارس اور علم نحو وغیرہ پڑھنا اس کے حوالے گزر چکے۔

بدعت مکروہہ: وہ نیا کام جس سے کوئی سنت چھوٹ جاوے۔اگر سنت غیر موکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سنت موکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تحریمی،اس کی مثالیں اور حوالے گزر گئے۔

بدعت حرام: وہ نیا کام جس سے کوئی واجب چھوٹ جاوے۔یعنی واجب کو مٹانے والی ہو۔درمختار باب الاذان میں ہے کہ اذان کے بعد سلام کرنا ۷۸۱ھ میں ایجاد ہوا۔لیکن وہ بدعت حسنہ ہے۔اس کے ماتحت شامی میں ہے کہ اذان جوق کے بارے میں فرماتے ہیں:

ففیه دلیل علٰی انه غیر مکروه لان المتوارث لا یکون مکروها و کذٰلك تقول فی الاذان بین یدی الخطیب فیکون بدعة حسنة اذ ماراٰه المومنون حسنا فهو عندالله حسن o

اس سے معلوم ہوا کہ جو جائز کام مسلمانوں میں مروج ہو جائے،باعث ثواب ہے۔

آؤ ہم آپ کو دکھائیں کہ اسلام کی کوئی عبادت بدعت حسنہ سے خالی نہیں۔فہرست ملاحظہ ہو:

ایمان: مسلمان کے بچہ بچہ کو ایمان مجمل اور ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے۔ایمان کی یہ دو قسمیں اور ان کے یہ دونوں نام بدعت ہیں قرون ثلٰثہ میں اس کا پتا نہیں۔

کلمہ: ہر مسلمان چھ کلمے یاد کرتا ہے۔یہ چھ کلمے ان کی تعداد ان کی ترکیب کہ یہ پہلا کلمہ ہے۔یہ دوسرا اور ان کے یہ نام ہیں،سب بدعت ہیں۔جن کا قرون ثلٰثہ میں پتا بھی نہیں تھا۔

قرآن: قرآن شریف کے تیس پارے بنانا،ان میں رکوع قائم کرنا،اس پر اعراب لگانا اس کی سنہری روپہلی جلدیں تیار کرنا،قراآن کو بلاک وغیرہ بنا کر چھاپنا سب بدعت ہیں۔جن کا قرون ثلٰثہ میں ذکر بھی نہ تھا۔

حدیث: حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا،حدیث کی اسناد بیان کرنا،اسناد پر جرح کرنا اور حدیث کی قسمیں

بنانا کہ یہ صحیح ہے، یہ حسن ہے، یہ ضعیف، یہ معضل، یہ مدلس، ان قسموں میں ترتیب دینا کہ اول نمبر صحیح ہے۔ دوم نمبر حسن، سوم نمبر ضعیف، پھر ان کے احکام مقرر کرنا کہ حرام وحلال چیزیں حدیث صحیح سے ثابت ہوں گی۔ اور فضائل میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہوگی غرضیکہ سارا فن حدیث ایسی بدعت ہے جس کا قرون ثلٰثہ میں ذکر بھی نہ تھا۔

اصول حدیث: یہ فن بالکل بدعت ہے بلکہ اس کا تو نام بھی بدعت ہے۔ اس کے سارے قاعدے، قانون بدعت۔

فقہ: اس پر آج کل دین کا دارومدار ہے۔ مگر یہ بھی از اول تا آخر بدعت ہے۔ جس کا قرون ثلٰثہ میں ذکر نہیں۔

اصول فقہ وعلم کلام: یہ علم بھی بالکل بدعت ہیں ان کے قواعد وضوابط سب بدعت ہیں۔

نماز: نماز میں زبان سے نیت کرنا، بدعت جس کا ثبوت قرون ثلٰثہ میں نہیں۔ رمضان میں بیس تراویح پر ہمیشگی کرنا بدعت ہے۔ خود امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **نعمت البدعة هذه** ''یہ بڑی اچھی بدعت ہے''۔

روزہ: روزہ افطار کرتے وقت زبان سے دعا کرنا: **اللهم لك صمت** الخ اور سحری کے وقت دعا مانگنا کہ:

اللهم وبصوم لك غدا نويت بدعت ہے

زکوٰۃ: زکوٰۃ میں موجودہ سکہ رائج الوقت ادا کرنا بدعت ہے۔ قرون ثلٰثہ میں یہ تصویر والے سکے نہ تھے۔ نہ ان سے زکوٰۃ جیسی عبادت ادا ہوتی تھی۔ موجودہ سکے سے غلوں سے فطرانہ نکالنا یہ سب بدعت ہے۔

حج: ریل گاڑیوں، لاریوں، موٹروں، ہوائی جہازوں کے ذریعہ حج کرنا، موٹروں میں عرفات شریف جانا بدعت ہے اس زمانہ پاک میں نہ یہ سواریاں تھیں نہ ان کے ذریعہ حج ہوتا تھا۔

طریقت: طریقت کے قریباً سارے مشاغل اور تصوف کے قریباً سارے مسائل بدعت ہیں، مراقبے، چلے، پاس انفاس، تصور شیخ، ذکر کے اقسام سب بدعت ہیں۔ جن کا قرون ثلٰثہ میں کہیں پتا نہیں چلتا۔

چار سلسلے: شریعت وطریقت دونوں کے چار چار سلسلے یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اسی طرح قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی یہ سب سلسلے بالکل بدعت ہیں ان میں سے بعض کہ نام تک بھی عربی نہیں جیسے چشتی یا نقشبندی، کوئی صحابی، تابعی، حنفی، قادری نہ ہوئے۔

اب دیوبندی بتائیں کہ بدعت دے بچکر وہ دینی حیثیت سے زندہ بھی رہ سکتے ہیں؟ جب ایمان اور کلمہ میں بدعات داخل ہیں تو بدعت سے چھٹکارا کیسا؟

دنیاوی چیزیں: آج کل دنیا میں وہ وہ چیزیں ایجاد ہوگئی ہیں جن کا خیر القرون میں نام ونشان بھی نہ تھا اور جن کے

بغیر اب دنیاوی زندگی مشکل ہے۔ ہر شخص ان کے استعمال پر مجبور ہے، ریل، موٹر، ہوائی جہاز، سمندری جہاز، تانگہ، گھوڑا گاڑی، پھر خط، لفافہ، تار، ٹیلی فون، ریڈیو، لاؤڈ سپیکر وغیرہ یہ تمام چیزیں اور ان کا استعمال بدعت ہے۔ اور انہیں ہر جماعت کے لوگ بلاتکلف استعمال کرتے ہیں۔

بولو، دیوبندی، وہابی، بغیر بدعات حسنہ کے دنیاوی زندگی گزار سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

لطیفہ: ایک مولوی صاحب کسی شخص کا نکاح پڑھانے گئے۔ دولہا کے پھولوں کا سہرا بندھا ہوا تھا۔ جاتے ہی بولے یہ سہرا بدعت ہے شرک ہے، حرام ہے، نہ حضور نے باندھا نہ صحابہ کرام نے نہ تابعین نے تبع تابعین نے، بتاؤ کونسی کتاب میں لکھا ہے کہ سہرا باندھو۔ لوگوں نے سہرا کھول دیا جب نکاح پڑھا چکے تو دولہا کے باپ نے دس روپیہ کا نوٹ دیا۔ مولوی صاحب نوٹ جیب میں ڈال رہے تھے کہ دولہا نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ مولوی صاحب نکاح پڑھا کر روپیہ لینا بدعت ہے، حرام ہے شرک ہے، نہ حضور نے لئے نہ صحابہ نے نہ تابعین نے نہ تابع تابعین نے۔ بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ نکاح کی فیس لو، مولوی صاحب بولے یہ تو خوشی کے پیسے ہیں۔ دولہا نے کہا کہ سہرا بھی خوشی کا تھا۔ غم کا نہ تھا، مولوی صاحب شرم سے ڈوب گئے۔ یہ ہے ان بزرگوں کی بدعت۔

دوسرا باب

اس تعریف اور تقسیم پر اعتراضات و جوابات میں

ہم نے بدعت عملی کی یہ تعریف کی ہے کہ جو کام دینی یا دنیاوی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ کے بعد ایجاد ہو وہ بدعت ہے خواہ زمانہ صحابہ کرام میں ہو یا اس کے بعد۔ اس پر دو مشہور اعتراض ہیں:

اعتراض ا: بدعت صرف اس دینی کام کو کہیں گے کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ایجاد ہو۔ دنیاوی نئے کام بدعت نہیں۔ لہٰذا میلاد وغیرہ تو بدعت ہیں اور تار، ٹیلی فون، ریل گاڑی کی سواری بدعت نہیں۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے: من احدث فی امرنا ھٰذا ما لیس منه فھو رد ''جو شخص ہمارے دین میں کوئی بات نکالے وہ مردود ہے'' امرنا سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی ایجادات بدعت نہیں اور دینی بدعت کوئی بھی حسنہ نہیں، سب حرام ہیں۔ کیونکہ حدیث میں ان سب کو کہا گیا کہ وہ مردود ہے۔

جواب: دینی کام کی قید لگانا محض اپنی طرف سے ہے۔ احادیث صحیحہ اور اقوال علماء وفقہاء اور محدثین کے خلاف ہے۔ حدیث میں ہے: کل محدث بدعة ''ہر نیا کام بدعت ہے۔'' (مشکوٰۃ باب الاعتصام) اس میں دینی یا دنیاوی کی قید نہیں۔ نیز ہم اشعۃ اللمعات اور مرقاۃ کی عبارتیں نقل کر چکے ہیں اس میں دینی کام کی قید نہیں لگائی۔ نیز ہم پہلے باب میں مرقاۃ اور شامی کی عبارتیں دکھا چکے ہیں کہ انہوں نے عمدہ کھانے، اچھے کپڑے، بدعت جائزہ میں داخل کئے ہیں۔ یہ کام دنیاوی ہیں مگر بدعت میں ان کو شمار کیا لہٰذا یہ قید لگانا غلط ہے۔ اگر مان بھی لیا جاوے کہ بدعت میں دینی کام کی قید ہے تو دینی کام اسی کو تو کہتے ہیں کہ جس پر ثواب ملے۔ مستحبات، نوافل، واجبات، فرائض سب دینی کام ہیں کہ اس کو آدمی ثواب کے لئے کرتا ہے اور دنیا کا کوئی بھی کام نیت خیر سے کیا جاوے اس پر ثواب ملتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ کا ثواب رکھتا ہے۔ اپنے بچوں کو پالنا نیت خیر سے ہو تو ثواب ہے۔ حتی اللقمة ترفعها فی فی امراتك یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی زوجہ کے منہ میں دے وہ بھی ثواب ہے لہٰذا مسلمان کا ہر دنیاوی کام دینی ہے۔ اب بتاؤ کہ نیت خیر سے پلانا کھلانا بدعت ہے یا نہیں؟ نیز دینی کام کی قید لگانا آپ کے لئے کوئی مفید نہیں۔ کیونکہ دیوبند کا مدرسہ، وہاں کا نصاب، دورہ حدیث، تنخواہ لے کر مدرسین کا پڑھانا، امتحان اور تعطیلات کا ہونا، آج قرآن پاک میں اعراب لگانا، قرآن و بخاری چھاپنا، مصیبت کے وقت ختم بخاری کرنا جیسا کہ دیوبند میں پندرہ

روپے لے کر کرایا جاتا ہے۔ بلکہ سارا فن حدیث بلکہ خود احادیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا بلکہ قرآن کو کاغذ پر جمع کرنا۔اس میں رکوع بنانا اس کے تیس پارے کرنا وغیرہ وغیرہ سب ہی دینی کام ہیں اور بدعت ہیں۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ان میں سے کوئی کام نہ ہوا تھا۔

بولو یہ حرام ہیں یا حلال؟ بے چارے محفل میلاد شریف اور فاتحہ نے ہی کیا قصور کیا ہے جو صرف وہ تو اس لئے حرام ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نہ تھا اور اوپر ذکر کئے ہوئے سب کام حلال۔

ہم نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو اپنے مناظرہ میں کہا تھا کہ آپ حضرات چار چیزوں کی صحیح تعریف کر دیں۔ جس پر کوئی اعتراض نہ ہو جامع مانع ہو۔تو جس قدر چاہیں ہم سے انعام لیں بدعت،شرک، دین،عبادت اور اب بھی اپنے رب کے بھروسا پر کہتے ہیں کہ دنیا کا کوئی دیوبندی کوئی غیر مقلد اور کوئی شرک و بدعت کی رٹ لگانے والا ان چار چیزوں کی تعریف ایسی نہیں کرسکتا جس سے اس کا مذہب بچ جاوے۔آج بھی ہر دیوبندی اور ہر غیر مقلد کو اعلان عام ہے کہ انکی ایسی صحیح تعریف کرو کہ جس سے محفل میلاد حرام ہو اور رسالہ قاسم اور پرچہ اہل حدیث حلال اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا شرک ہو اور پولیس وغیرہ سے استمداد عین اسلام،اور کہے دیتے ہیں کہ انشاء اللہ یہ تعریفیں نہ ہو سکی اور نہ ہوسکیں گی۔لہٰذا چاہیئے کہ اپنے اس بے اصولے مذہب سے توبہ کریں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہوں اللہ الموفق۔ وہ حدیث جو آپ نے پیش کی ہی اس کے متعلق ہم عرض کر چکے ہیں یا تو **مـــا** سے مراد عقائد ہیں کہ دین کا عام اطلاق عقائد پر ہوتا ہے اور اگر مراد اعمال بھی ہوں تو **لیس منه** سے مراد وہ اعمال ہیں جو خلاف سنت یا خلاف دین ہوں ہم اس کے حوالہ بھی پیش کر چکے ہیں۔

یہ کہنا کہ ہر بدعت حرام ہوتی ہے بدعت حسنہ کوئی چیز ہی نہیں،اس حدیث کے خلاف ہے جو پیش کی جا چکی ہے کہ اسلام میں جو نیک کام ایجاد کرے وہ ثواب کا مستحق ہے اور جو برا کام ایجاد کرے وہ عذاب کا۔ نیز شامی اشعۃ اللمعات اور مرقاۃ کی عبارت پیش کی جا چکی ہیں کہ بدعت پانچ قسم کی ہیں: جائز،واجب،مستحب،مکروہ اور حرام اور اگر مان بھی لیا جاوے کہ ہر بدعت حرام ہے تو مدارس وغیرہ کو ختم کردو کہ یہ بھی حرام ہیں۔ نیز مسائل فقہیہ اور اشغال صوفیہ جو خیر القرون کے بعد ایجاد ہوئے تمام حرام ہو جائیں گے۔شریعت کے چار سلسلے حنفی،شافعی، مالکی، حنبلی اور طریقت کے چار سلسلے قادری،چشتی،نقشبندی،سہروردی، یہ تمام ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ صحابہ کے بعد ایجاد ہوئے پھر ان کے مسائل اجتہادیہ اور اعمال، وظیفے،مراقبے، چلے وغیرہ سب بعد کی ایجاد ہیں اور سب لوگ ان کو دین کا کام سمجھ کر ہی

کرتے ہیں، چھ کلمے، ایمان مجمل ومفصل ،قرآن کے تیس پارے،حدیث کی قسمیں اوران کے احکام کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف، یہ حسن ہے یا معضل وغیرہ ،عربی مدارس کے نصاب ، جلسہ دستار بندی،سند لینا ،پگڑی بندھوانا،ان چیزوں کا کہیں قرآن وحدیث میں نام بھی نہیں۔کوئی دیوبندی وہابی ان چیزوں کوتو کیاان کے نام بھی کسی حدیث سے نہیں دکھا سکتا۔پھر حدیث کی اسناد اور راویوں پر مروجہ جرح خیرالقرون سے ثابت نہیں کرسکتا۔غرضیکہ شریعت و طریقت کا کوئی عمل ایسانہیں جس میں بدعت شامل نہ ہو۔

مولوی اسمٰعیل صاحب صراط مستقیم صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں:''نیز اکابر طریقت نے اگر چہ اذکار و مراقبات و ریاضات ومجاہدات تعیین میں جوراہ ولایت کے مبادی ہیں،کوشش کی ہےلیکن بحکم ہرسخن وقتی و ہرنکتہ مقامی دارد'' ہر ہر وقت کے مناسب اشغال اور ہر ہرقرن کے مطابق حال ریاضات جدا جدا ہیں''اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تصوف کے اشغال ،صوفیہ کی ایجاد ہےاور ہرزمانہ میں نئے نئے ہوتے رہتے ہیں اور جائز ہیں۔بلکہ راہ سلوک ان ہی سے طے ہوتی ہے۔کہئے کہ اب وہ قائدہ کہاں گیا کہ ہرنئی چیز حرام ہے؟ ماننا پڑے گا جوکام خلاف سنت ہووہ برا ہے باقی عمدہ اوراچھا۔

اعتراض۲: مخالفین یہ بھی کہتے ہیں کہ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام یاصحابہ کرام یا تابعین یا تبع تابعین کے زمانہ میں سے کسی زمانہ میں ایجادہوجاوے وہ بدعت نہیں۔ان زمانوں کے بعد جوکام ایجاد ہوگا وہ بدعت ہےاوروہ کوئی بھی جائزنہیں۔ سب حرام ہیں یعنی صحابہ کرام اورتابعین وتبع تابعین کی ایجادسنت ہیں۔اس لئے کہ مشکوٰۃ باب الاعتصام میں ہے: رحمۃ اللہ علیہ

(۱) فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الرشدین المهدیین تمسکوا بها و عضوا علیها بالنواجذo

ترجمہ: تم پرلازم ہے میری سنت اور ہدایت والے خلفاءراشدین کی سنت کہ اس کودانتوں سے مضبوط پکڑلو۔

اس حدیث میں خلفائے راشدین کے کاموں کوسنت کہا گیا۔اس کوپکڑنے کی تاکیدفرمائی گئی۔

جس سے معلوم ہوا کہ ان کی ایجادات بدعت نہیں۔

مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ میں ہے:

(۲) خیر امتی قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم ان بعد هم قوما یشهدون ولا یستشهدون و یخونون ولا یوتمنونo

ترجمہ: میری امت میں بہترگروہ میرا گروہ ہےپھر وہ جوان کے متصل ہیں پھر وہ جوان کے متصل ہیں

پھر اس کے بعد ایک قوم ہوگی جو بغیر گواہ بنائے ہوئے گواہی دیتی پھرے گی اور جو خیانت کریں گے امین نہ ہونگے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تین زمانہ خیر ہیں صحابہ کرام کا، تابعین کا، تبع تابعین کا، اور پھر شر اور خیر زمانہ میں جو پیدا ہو وہ خیر یعنی سنت ہے اور شر زمانہ میں جو پیدا ہو وہ شر یعنی بدعت ہے۔ نیز مشکوٰۃ باب الاعتصام میں ہے:

(۳) تفترق امتی علٰی ثلث و سبعین ملة کلھم فی النار الا ملة واحدة قالوا من ھی یارسول اللہ قال ما آنا علیه و اصحابی o

ترجمہ: میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے ایک کے سوا سب جہنمی ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ ایک کون ہے؟ جس پر ہم اور ہمارے صحابہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی پیروی جنت کا راستہ ہے اس لئے ان کی ایجادات کی بدعت نہیں کہہ سکتے۔ مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ میں ہے:

(۴) اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتمo

ترجمہ: میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں جس کے پیچھے ہو لو ہدائے پاؤ گے۔

اس ے بھی یہ ہی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی پیروی باعث نجات ہے لہٰذا ان کے ایجاد کردہ کام بدعت نہیں۔ کیونکہ بدعت تو گمراہ کن ہے۔

جواب: یہ سوال بھی محض دھوکا ہے اس لئے کے ہم نے مرقاۃ اشعۃ اللمعات کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ بدعت وہ کام ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پیدا ہو۔ اس میں صحابہ کرام و تابعین کا ذکر نہیں۔ نیز اس لئے کہ مشکوٰۃ باب قیام شہر رمضان میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں تراویح کی باقاعدہ جماعت کا حکم دیا پھر تراویح کی جماعت کو دیکھ کر فرمایا:

نعمت البدعة ھٰذہٖ — یہ تو بڑی اچھی بدعت ہے۔

خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مبارک فعل کو بدعت حسنہ فرمایا۔ اور ترمذی، ابن ماجہ، نسائی مشکوٰۃ شریف باب قنوت میں حضرت ابو مالک اشجعی سے روایت فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے نماز فجر میں قنوت نماز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اے بنی محدث ’’بیٹے یہ بدعت ہے‘‘ دیکھو زمانہ صحابہ کی چیز کو آپ کو بدعت سیئہ کہہ

رہے ہیں۔ اگر زمانہ صحابہ کی ایجادات بدعت نہ ہوتیں تو تراویح بدعت حسنہ کیوں ہوتی اور قنوت نازلہ بدعت سیئہ کیوں ٹھہری۔ وہ زمانہ تو بدعت کا ہے ہی نہیں۔ تیسرے اس لئے کہ پہلے باب میں بحوالہ مرقات گزر چکا کہ تراویح کی جماعت بدعت مستحبہ ہے یعنی تراویح سنت اور اس کی با قاعدہ پابندی سے جماعت بدعت حسنہ۔ انہوں نے حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل کو بدعت میں داخل کیا۔ چوتھے اس لئے کہ بخاری جلد دوم کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن میں ہے کہ حضرت صدیق نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو قرآن پاک جمع کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا کہ: کیف تفعلون شیئا لم یفعله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال واللہ ھو خیر o آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ کیا۔ صدیق نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے۔" حضرت زید بن ثابت نے بارگاہ صدیقی رضی اللہ عنہما میں یہ ہی عرض کیا کہ قرآن کا جمع کرنا بدعت ہے آپ بدعت کیوں ایجاد کررہے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ بدعت تو ہے مگر حسنہ ہے یعنی اچھی ہے جس سے پتا لگا کہ فعل صحابہ کرام بدعت حسنہ ہے۔ مخالفین کے دلائل کے جوابات حسب ذیل ہیں:

(۱) فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین o

ترجمہ: خلفاء راشدین کے اقوال و افعال کو لغوی معنی سے سنت فرمایا گیا۔

یعنی اے مسلمانوں! تم میرے اور میرے خلفاء کے طریقوں کو اختیار کرو جیسے کہ ہم پہلے باب میں حدیث نقل کر چکے ہیں: من سن فی الاسلام سنتة حسنة فله اجرھا o اور من فی الاسلام سنة سیئة o اس حدیث میں سنت بمعنی طریقہ ہے قرآن کریم فرماتا ہے: سنة من قدارسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا o (الاسراء: ۷۷) "اور اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا"۔ نیز فرماتا ہے: سنت اللہ التی قد خلت o (مومن: ۸۵) "ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے"۔ ان آیات اور حدیث میں سنت سے مراد سنت شرعیہ کے مقابل نہیں۔ بلکہ بمعنی طریقہ ہے سنت الٰہیہ اللہ کا طریقہ سنت انبیاء نبیوں کا طریقہ وغیرہ۔

اسی حدیث: فعلیکم بسنتی o کے ماتحت اشعۃ اللمعات میں ہے:

بحقیقت سنت خلفائے راشدین ھماں سنت پیغمبر است که در زمان آنحضرت علیه الصلوٰة والسلام شهرت نیافته بود بعد ازوئے درزمان ایشاں مشهور و مضاف به ایشاں شده۔

ترجمہ: خلفائے راشدین کی سنت حقیقۃً سنت نبوی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مشہور نہ ہوئی۔ان حضرات کے زمانہ میں مشہور ہوگئی اور انکی طرف منسوب ہوگئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ سنت خلفاء اس کو کہتے ہیں جو اصل میں سنت رسول اللہ ہو مگر اس کو مسلمانوں میں رائج کرنے والے خلفائے راشدین ہوں پانچویں اس لئے کہ محدثین اور فقہاء فرماتے ہیں کہ خلفائے راشدین کے حکم، سنت سے ملحق ہیں یعنی سنت تو نہیں۔سنت سے الحاق کئے ہوئے ہیں اگر ان حضرات کے ایجاد فرمودہ کام سنت ہی ہوتے تو الحاق کے کیا معنی۔نورالانوار کے شروع میں ہے:

وقول الصحابی فیما یعقل ملحق بالقیاس و فیما لا یعقل فملحق بالسنۃ o

ترجمہ: صحابی کا فرمان عقلی باتوں سے تو قیاس سے ملحق ہے،اور غیر عقلی باتوں میں سنت سے ملحق ہے۔

اگر صحابی کا ہر قول وفعل سنت ہے تو قیاس اور سنت سے الحاق کے کیا معنی؟ اشعۃ اللمعات زیر حدیث: فعلیکم بسنتی ہے:

پس خلفائے راشدین بداں حکم کردہ باشند، اگرچہ با جھتاد و قیاس ایشاں بود موافق سنت نبوی است اطلاق بدعت برآں نتواں کرد۔

ترجمہ: جس چیز کا خلفائے راشدین نے حکم فرمایا ہوا گرچہ اپنے قیاس اور اجتہاد سے ہو سنت نبوی کے موافق ہے اس پر لفظ بدعت نہیں بول سکتے۔

ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ سنت خلفاء راشدین بمعنی لغوی سنت ہے۔اور سنت شرعی سے ملحق ہے ان کو ادباً بدعت نہ کہا جاوے کیونکہ بدعت اکثر بدعت سئیہ کو بولتے ہیں۔

(۲) خیر امتی قرنی o الخ سے معلوم ہوا کہ ان تین زمانوں تک خیر زیادہ ہوگی اور ان کے بعد خیر کم شر زیادہ یہ مطلب نہیں کہ ان تین زمانوں میں جو بھی کام ایجاد ہوا اور کوئی بھی ایجاد کرے وہ سنت ہو جائے، یہاں سنت ہونے کا ذکر ہی کہاں ہے ورنہ مذہب جبریہ اور قدریہ زمانہ تابعین ہی میں ایجاد ہوا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل اور حجاج کے مظالم ان ہی زمانوں میں ہوئے۔کیا معاذ اللہ ان کو بھی سنت کہا جاوے گا۔

(۳)،(۴) مااناعلیہ و اصحابی اور اصحابی کالنجوم o سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی غلامی، ان کی پیروی کرنا باعث ہدایت ہے اور ان کی مخالفت باعث گمراہی۔یہ بالکل درست اور اس پر ہر مسلمان کا ایمان ہے لیکن اس

سے یہ کب لازم آیا کہ ان کا ہر فعل سنت شرعی ہو۔ بدعت حسنہ بھی واجب الاتباع ہوتی ہے مشکوٰۃ باب الاعتصام میں ہے:

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النارo

ترجمہ: بڑی جماعت کی پیروی کرو جو جماعت سے علیحدہ رہا وہ جہنم میں علیحدہ کیا گیا۔

نیز وارد ہوا:

ماراہ المومنون حسنا فھو عنداللّٰہ حسن و من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقہٖo

ترجمہ: جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے جو مسلمانوں کی جماعت سے بالشت بھر علیحدہ رہا اس نے اسلام کی رسی اپنے گلے سے اتاری"۔

قرآن کریم میں ہے:

ویتبع غیر سبیل المومنین نولہٖ ماتولی و نصلہٖ جھنمo (نساء:۱۱۵)

ترجمہ: اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دینگے اور دوزخ میں داخل کریں گے۔

اس آیت وحدیث سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو لازم ہے عقائد و اعمال میں جماعت مسلمین کے ساتھ رہے ان کی مخالفت جہنم کا راستہ ہے لیکن اس سے یہ تو لازم نہیں کہ جماعت مسلمین کا ایجاد کیا ہوا کوئی بھی کام بدعت نہ ہو، سب سنت ہی ہو۔ بدعت ہی ہوگا مگر بدعت حسنہ۔ جس طرح کہ ایجادات صحابہ کرام کو سنت صحابہ کہتے ہیں۔ اسی طرح سلف الصالحین کی ایجادات کو بھی سنت سلف کہتے ہیں۔ بمعنی لغوی یعنی پسندیدہ دینی طریقہ۔

ہدایت ضروریہ: جو حضرات ہر بدعت یعنی نئے کام کو حرام جانتے ہیں وہ اس قاعدہ کلیہ کے کیا معنی کریں گے کہ الاصل فی الاشیآء الاباحة "تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہے۔" یعنی ہر چیز مباح اور حلال ہے، ہاں اگر کسی چیز کو شریعت منع کردے تو وہ حرام یا منع ہے یعنی ممانعت سے حرمت ثابت ہوگی نہ کہ نئے ہونے سے۔ یہ قاعدہ قرآن پاک اور احادیث صحیحہ و اقوال فقہاء سے ثابت ہے اور غالباً کوئی مقلد کہلانے والا تو اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

یآیھا الذین اٰمنوا لا تسئلوا عن اشیآء ان تبدلکم تسوکم و ان تسئلوا عنھا حین ینزل

القراٰن تبدلکم o عفااللہ عنھا o (مائدہ:۱۰۱)

ترجمہ: اے ایمان والوں ایسی باتیں نہ پوچھو کہ جو تم پر ظاہر کی جاویں تو تم کو بری لگیں اوراگرانکو اس وقت پوچھوگے کہ قرآن اتر رہا ہے تو ظاہر کردی جاویں گی اللہ انکو معاف کر چکا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس کا کچھ بیان نہ ہوا ہو، نہ حلال ہونے کا نہ حرام ہونے کا تو معافی میں ہے۔اسی لئے قرآن کریم نے حرام عورتوں کا ذکر فرما کرفرمایا: واحل لکم ماوراء ذٰلکم o (النساء:۲۴)''ان کے سوا باقی عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں'' نیز فرمایا: وقد فصل لکم ماحرم علیکم o (انعام:۱۱۹)''تم سے تفصیل وار بیان کر دی گئی وہ چیزیں جو تم پر حرام ہیں'' یعنی حلال چیزوں کی تفصیل کی ضرورت نہیں تمام چیزیں ہی حلال ہیں ۔ہاں چند محرمات ہیں جن کی تفصیل بتادی ان کے سوا سب حلال۔مشکوٰۃ کتاب الاطمعہ باب آداب الطعام فصل دوم میں ہے:

الحلال ما احل اللہ فی کتٰبہٖ و الحرام ما حرم اللہ فی کتابہٖ و ما سکت عنہ فھو مما عفٰی عنہ o

ترجمہ: حلال وہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے خاموشی فرمائی وہ معاف۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چیز تین طرح کی ہیں ایک وہ جن کا حلال ہونا صراحۃً قرآن میں مذکور ہے، دوسرے وہ جن کی حرمت صراحۃً آ گئی۔تیسرے وہ جن سے خاموشی فرمائی، یہ معاف ہے؟ شامی جلد اول کتاب الطہارہ بحث تعریف سنت میں ہے:

المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمھور من الحنفیۃ و الشافعیۃ o

ترجمہ: جمہور حنفی اور شافعی کے نزدیک یہ ہی مسئلہ ہے کہ اصل، مباح ہوتا ہے۔

اس کی تفسیر خازن وروح البیان اور تفسیر خزائن العرفان وغیرہ نے بھی تصریح کی ہے کہ ہر چیز میں اصل یہ ہی ہے کہ وہ مباح ہے، ممانعت سے ناجائز ہوگی۔اب جو بعض لوگ اہل سنت سے پوچھتے ہیں کہ اچھا بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ میلا دشریف کرنا جائز ہے یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صحابہ کرام یا تابعین یا تبع تابعین نے کب کیا تھا یہ محض دھوکا ہے۔اہل سنت کو چاہیئے کو ان سے پوچھیں کہ بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ میلا دشریف کرنا حرام ہے جب خدا حرام نہ کرے، رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام منع نہ فرمائیں اور کسی دلیل سے ممانعت ثابت نہ ہو تو تم کس دلیل سے حرام کہتے ہو بلکہ

میلاد شریف وغیرہ کا ثبوت نہ ہونا جائز ہونے کی علامت ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے: قل لا اجد فی مآ اوحی الی محرما ما علیٰ طاعم یطعمہ آلا ان یکون میتۃ o (انعام:۱۴۵) تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مردار'' نیز فرماتا ہے: قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہٖ الطیلبت من الرزق o (اعراف:۳۲) ''تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک رزق''۔ان آیات سے معلوم ہوا کہ حرمت کی دلیل نہ ملنا حلال ہونے کی دلیل ہے نہ کہ حرام ہونے کی ۔ یہ حضرات اس سے حرمت ثابت کرتے ہیں، عجیب الٹی منطق ہے۔اچھا بتاؤ کہ ریلوے سفر، مدارس کا قیام کہاں لکھا ہے کہ حلال ہے یا کسی صحابی یا تابعی نے کیا جیسے وہ حلال ایسے ہی یہ بھی جائز اور حلال ہے۔